Shnakhat

VOL- 3, ISSUE- 4, 2024

Online ISSN : Print ISSN

2709-7641 2709-7633

Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**

Review Type: **Double Blind Peer Review**

Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

"Iqbal and Pakistanism"
(In the Light of Iqbal's Essays and Letters)
اقبال اور پاکستانیت(اقبال کے مقالات و مکاتیب کی روشنی میں)

Dr. Waqar Saleem Rana
Education Department, Faisalabad. Email: waqarsaleemrana@gmail.com
Dr. Javeed Iqbal
Resource Person Urdu, AIOU, Faisalabad Campus.
Email: officer_ctpf@yahoo.com
Dr. Muhammad Khurram Yasin*
Lecturer, Govt. College Women University, Sialkot.
Correspondence Author Email: khuram.yasin@gcwus.edu.pk

Abstract

This article examines Allama Iqbal's philosophy of "Pakistaniyat" (Pakistani nationalism) as articulated through his poetry, essays, and letters. Iqbal, a poet, thinker, and political leader, was a pioneer in advocating the Two-Nation Theory, which became the ideological foundation for Pakistan's creation. Initially an advocate for Hindu-Muslim unity to resist British colonialism, Iqbal soon recognized the irreconcilable cultural and religious differences between the two communities. This realization led to his historic 1930 Allahabad address, where he proposed a separate homeland for Muslims rooted in Islamic principles. Iqbal's vision of Pakistaniyat emphasized unity, identity, and moral development, contrasting with Western notions of nationalism based on geography or ethnicity. His correspondence, particularly with leaders like Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, demonstrated his political insight and determination to mobilize Muslims for a sovereign state. Iqbal not only envisioned Pakistan as a welfare state committed to Islamic values and social justice but also played a pivotal role in shaping the ideology that guided its creation. The article underscores the enduring relevance of Iqbal's philosophy, urging Pakistanis to safeguard their national identity, strengthen societal values, and actively contribute to the nation's development. It calls for aligning intellectual and cultural endeavors with Iqbal's ideals of unity, self-awareness, and national pride

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : Print ISSN
2709-7641 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

to transform Pakistan into a progressive Islamic welfare state. Iqbal's dream demands a collective effort to realize the nation's potential and join the ranks of developed countries through an unwavering commitment to its Islamic and moral foundations.

Keywords: Allama Iqbal, Pakistaniyat, Two-Nation Theory, Islamic principles, nationalism, Pakistan Movement, Allahabad Address 1930, Muslim identity, Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, Welfare state, National Unity, Social Justice.

کلیدی الفاظ:علامہ اقبال،پاکستانیت، دو قومی نظریہ، قومیت، تحریک پاکستان، اسلام، قائد اعظم محمد علی جناح، فلاحی مملکت، قومی اتحاد،معاشرتی انصاف

علامہ محمد اقبال شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے معلم، مفکر و مدبر، فلسفی اور سیاسی رہنما بھی تھے جنھوں نے مسلمانانِ برصغیر کے لیے ایک الگ ریاست کا خواب دیکھا اور ان کی فکری رہنمائی کی۔ جس طرح ان کی شاعری،ان کے قومی و ملی جذبات و احساسات کی نمائندگی کرتی ہے بالکل اُسی طرح ان کے مکاتیب و مقالات بھی ملتِ اسلامیہ کے تشخص کی آبیاری، جداگانہ تہذیبی، دینی اور سیاسی شناخت پر زور دیتے ہیں۔ ان کے مکاتیب اور مقالات میں مسلمانوں کے سیاسی، سماجی، اور اخلاقی زوال کے اسباب پر گہری فکر موجود ہے اور وہ مسلمانوں کو عظمتِ رفتہ کی بازیافت کے لیے اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں۔ چناں چہ "ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر" ہو" اقبال کے خطوط جناح کے نام"ہوں، "قومی زندگی" یا "خلافتِ اسلامیہ" ہو، یا ان کے خطبات "The Reconstruction of Religious Thought in Islam"(تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ)،وہ ملتِ اسلامیہ کی تہذیبی، روحانی، اور عمرانی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے ایک ایسی اساس مہیا کرتے ہیں جو اسلام کے بنیادی اصولوں سے تعلق رکھتی ہو، اسے عالمگیر روحانی تنظیم بناتی ہو اور جغرافیائی یا نسلی حد بندیوں سے ماورائیت بخشتی ہو۔ اس ضمن وہ میں مسلمانوں کے لیے روحانیت، اجتماعیت، مساوات اور اخلاقی برتری کا حصول، مغرب کی اندھی تقلید سے اغماض، اجتہاد، خودی کی پرورش و حفاظت اور اصلِ دینی پر زندگی گزارنے کا سبق دیتے ہیں۔ چوں کہ پاکستان بھی ان کے اسی خواب کی تعبیر تھا اس لیے انھیں بلاشبہ پاکستانیت کے قافلہ سالاروں میں شمار کیا جاتا ہے اور ان کی شاعری، تقاریر، مقالات اور خطبات تحریکِ پاکستان سے تشکیلِ پاکستان تک ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اقبال کی پاکستانیت اسلام کے زریں اصولوں میں مُضمر ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں پاکستانیت اور اس سے جڑے مباحث کا جائزہ فکرِ اقبال کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ پاکستانیت ایک ایسی فکر اور ایسے طرزِ عمل کا نام ہے جو پاکستانی قومیت، ملی وحدت اور ملی

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

شناخت کی آبیاری کرتا ہے۔ یہ وہ فکری و نظری شناخت ہے جو پاکستان کی تشکیل سے مربوط ہے اور اس کا تعلق مسلمانوں کی تاریخی، سماجی، ثقافتی اور خصوصی طور پر مذہبی زندگی سے ہے۔ جب برصغیر پاک وہند میں پہلے ہندو نے کلمۂ طیبہ پڑھا، اسی دن سے پاکستانیت اور اس سے جڑے تصورات معرضِ وجود میں آگئے تھے۔ پاکستانیت "ان خیالات و نظریات کے سائے میں پروان چڑھی تھی کہ برعظیم کے مسلمان ایک قوم ہیں۔ یہ قوم اپنی کچھ خصوصیات رکھتی ہے جو اس برعظیم میں بسنے والے دوسرے افراد سے مختلف ہیں۔ ان خصوصیات کو ان دینی عقاید نے پیدا کیا ہے، جن کو ان افراد نے ہمیشہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھا۔"(۱)

پاکستانیت کی اصطلاح، اس کے معانی و مفاہیم اور اس سے جڑے مباحث سے رُوشناس ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اقبال اور ان کے عہد کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے سیاسی و تاریخی پس منظر کا جائزہ لیا جائے۔ آغاز ہی سے برصغیر اپنی خوشحالی اور زرخیزی کی بنا پر دنیا بھر میں مقبول رہا اور یہ ہی وجہ ہے کہ تمام اقوامِ عالم کی نظریں اس خطۂ ارض پر جمی رہیں۔ عرصہ دراز تک عرب کے ہندوستان کے ساتھ تجارتی روابط رہے اور پھر یورپی اقوام نے بھی ہندوستان کا رخ کیا۔ اگر انگریزوں کی تجارتی اجارہ داری کی بات کریں تو ۱۶۵۰ء میں شاہ جہاں (۱۰۳۷ھ - ۱۰۶۷ھ) کی بیٹی جہاں آرا بیگم (۱۲-اپریل ۱۶۱۴ء - ۱۶- ستمبر ۱۶۸۱ء) کپڑوں میں آگ لگنے کی وجہ سے شدید زخمی ہوگئی، جس کا علاج گبریل بائن نامی انگریز ڈاکٹر نے کیا اور اس طرح یورپ والے شاہ جہاں کے دل میں گھر کر گئے۔ اس کارگزاری کے صلے میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کو بنگال میں بلا محصول تجارت اور تجارتی مراکز قائم کرنے کی اجازت دی گئی(۲) اور یوں انگریزوں کی اس خطے میں داخلے کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ رفتہ رفتہ انگریزوں نے ہندوستان میں اپنا تجارتی تصرف و تسلط قائم کرنا شروع کر دیا اور یہیں سے ہندوستان کی تیرہ بختی کا آغاز ہوگیا۔ انگریز مغلیہ بادشاہوں کے عروج کے زمانے میں ہندوستان آئے اور جب تک مغل بادشاہ مضبوط و مستحکم رہے، وہ فرماں بردار اور مطیع رعایا کی طرح تجارتی سرگرمیاں انجام دیتے رہے اور جیسے ہی اورنگ زیب (۴نومبر ۱۶۱۸ء۔۱۷۰۷ء) کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھرنا شروع ہوا تو امرا کی پر تعیش زندگی، تخت نشینی کے جھگڑے اور مختلف صوبوں کی خود مختاری نے حالات کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی۔ اس سیاسی انتشار کا انگریزوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

ان نام نہاد مغربی تاجروں نے اپنی فطری مکاری، سازشی ذہن اور ہٹ دھرمی کی بنا پر نہ صرف بنگال، میسور سندھ، پنجاب، حیدرآباد اور اَودھ میں اپنے قدم جمائے بلکہ وہ وقت بھی آگیا کہ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں ان ہی کی حکومت تھی۔ غرض یہ کہ انگریز یہاں آئے تو تجارت کی غرض سے لیکن پورے برصغیر کے مالک و مختار بن کے بیٹھ گئے۔(۳)

پاکستانیت کی درست تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں پر ہونے والی ستم گری کے حوالے سے تاریخ کے خون آلودہ اوراق کا مطالعہ کیا جائے جو اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ اہلِ مغرب نے جیسے ہی اقتدار سنبھالا، وہ مقامی لوگوں کے دشمن بن گئے اور

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : Print ISSN
2709-7641 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ طور پر انگریزوں سے جان چھڑانے کی ناکام کاوش ثابت ہوئی جس کا اصل خمیازہ مسلمانوں کو بھگتنا پڑا۔ مسلمان شروع ہی سے برصغیر پر حاکم تھے اور ہندو ہمیشہ سے ان کے غلام رہے۔ اسی لیے انگریز، ہندوؤں کے برعکس مسلمانوں کو اپنا اصل حریف قرار دیتے تھے۔ برطانوی سامراج نے مسلمانوں کو بے دست و پا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور انھیں پوری منصوبہ بندی کے ساتھ عملی زندگی سے محروم کر دیا۔ انگریزوں نے غاصبانہ ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں پر ظلم و استبداد اور بربریت کی انتہا کر دی۔ "ابلتے ہوئے تیل میں ڈال دینا، زندہ کی کھال کھینچنا، مردہ جسم کو کئی کئی دن تک پھانسی پر لٹکائے رکھنا، زبردستی سور کی چربی کھلا کر شہید کرنا، جسم کے اعضا کاٹ کر اور گھوڑے یا خچر گاڑیوں سے باندھ کر گھسیٹنا، عورتوں کو زنجیروں میں جکڑ کر ننگا کرنا، خواتین کے نازک اعضاء کو تپتی ہوئی لوہے کی سلاخوں سے داغنا، آگ میں جھونک کر جلا دینا اور توپوں سے باندھ کر اڑا دینا" (۴)۔ یہ تمام برطانوی سرکار کے نزدیک معمولی سزائیں تھیں۔ انگریزوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت و عناد کا بیج بویا اور بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ تحقیر آمیز سلوک روا رکھا۔ سیاسی، سماجی، تعلیمی اور مذہبی سطح پر مسلمانوں کا استحصال کیا گیا۔ مسلمانوں کی اس مخدوش حالت کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد جہانگیر تمیمی لکھتے ہیں:

"مسلمان برعظیم میں کم و بیش ایک ہزار برس تک حکمران رہے اور بالآخر برطانوی سامراج سے شکست کھا گئے۔۔۔ انھوں نے اس امر کی منظم، مربوط اور مسلسل کوششیں کیں کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے کمزور کر کے رکھ دیا جائے۔ نتیجتاً ان پر تمام سرکاری اداروں کے دروازے یکے بعد دیگرے بند کر دیے گئے اور انھیں زندگی کے ہر شعبہ میں غیر موثر بنا کر رکھ دیا گیا۔ انگریز مسلمانوں کو اپنا اصل حریف سمجھتے تھے، مقامی آبادی سے انھوں نے ہندوؤں کو بطور حلیف ساتھ ملایا اور مسلمانوں کو پیچھے دھکیل کر ہندوؤں کو پوری قوت سے اوپر اٹھایا تاکہ مسلمان انگریز اور ہندو کی دوھری غلامی میں مبتلا ہو جائیں۔" (۵)

یہ وہ عہد تھا جس میں اقبال نے آنکھ کھولی۔ ایک طرف مسلمان شان و شوکت سے محروم، سیاسی انتشار اور زوال و انحطاط کا شکار اور دوسری طرف انگریزوں اور ہندوؤں کے گٹھ جوڑ نے مسلمانوں کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا تھا۔ ابتدا میں تو اقبال نے متحدہ قومیت کے راگ الاپے اور سر توڑ کوششیں کیں کہ مسلمان اور ہندو مل کر برطانوی سامراج کی ستم گری سے آزاد ہو جائیں، تاہم اقبال کی تمام تر کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور انھیں بہت جلد اس بات کا ادراک ہو گیا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ جو جداگانہ عقائد و نظریات رکھتی ہیں۔ ان دونوں اقوام کی مذہبی اور تہذیبی شناخت میں فرق ہے اور اس افتراق کی بنا پر ان دونوں اقوام کا متحد ہونا ممکن نہیں۔ دونوں کے مذہبی میلانات ایک دوجے سے یکسر مختلف اور ایک طرح کی نفی ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ ہندو، مسلمانوں کے لیے اپنے دل میں نفرت و عناد اور تعصب رکھتے

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : Print ISSN
2709-7641 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

ہیں۔غرض یہ کہ متحدہ قومیت کی نفی ہی آنے والے دور میں پاکستانیت کی بنیاد بنی۔ اقبال سید محمد سعید الدین جعفری کے نام ایک مکتوب میں متحدہ قومیت کی نفی کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”ہندوستان کی متحدہ قومیت کا خواب شاید سب سے پہلے میں نے دیکھا تھا لیکن تجربے اور خیالات کی وسعت نے میرے خیالات میں تبدیلی کر دی۔“(۶)

متحدہ قومیت کے پس منظر میں مغربی تصورِ قومیت و وطنیت کار فرما ہے۔اہلِ مغرب کے ہاں قومیت کی بنیاد جغرافیائی حدود ،رنگ و نسل اور لسانی افتراق وغیرہ پر قائم ہے۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اہلِ مغرب مذہب کو ایک ذاتی اور نجی شے تصور کرتے ہیں۔وہ مذہب کی بنیاد پر تصورِ قومیت کی آبیاری نہیں کرتے اور یہ ہی وجہ ہے کہ ان افتراقات نے نسلِ انسانی میں خوں ریزی اور فتنہ پروری کو فروغ دیا اور انھیں اتحاد واتفاق سے دور کر دیا۔اس کے بر عکس اگر اسلامی تصورِ قومیت وملیت کی بات کریں تو اسلام میں دین ہی قومی تشخص کی آبیاری کرتا ہے۔یہ اسلام ہی ہے جس نے توحید کی بنیاد پر تمام تر افتراقات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نسلِ انسانی کو ایک دھاگے میں پرو دیا اور وہ دھاگہ کلمۂ طیبہ ہے۔جو شخص کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے۔وہ خواہ کسی بھی حسب ونسب، رنگ و نسل، زبان یا خطے سے تعلق رکھتا ہو، مسلمان تصور کیا جائے گا۔اسلام ایسے شخص کے حقوق کی مکمل پاسداری کرے گا اور یہ شخص قرآن وحدیث کے مطابق زندگی بسر کرنے کا پابند ہو گا۔غرض یہ کہ اقبال کی پاکستانیت بھی اسلامی تصورِ قومیت وملیت سے اخذ شدہ ہے۔یعنی برصغیر میں بسنے والے مسلمان توحید کے نام پر متحد ہیں اور اجتماعی اعتبار سے انمسلمانوں کا مذہب اسلام ہے اور انھیں رہنے کے لیے ایک الگ وطن کی ضرورت ہے جو کہ اسلامی اقدار کا گہوارہ ہو گا۔اقبالاسلامی تصورِ قومیت وملّیت کے حوالے سے اپنے مضمون ”جغرافیائی حدود اور مسلمان“ میں کہتے ہیں کہ اسلام کا یہ پیغام ہے کہ دین نہ نسلی ہے، نہ قومی، نہ پرائیویٹ اور نہ انفرادی بلکہ خالصتاً انسانی ہے اور اس کا کام تمام تفرقات کے باوجود کل انسانیت کو متحد کرنا ہے۔(۷)

درحقیقت یہ ہی تصورِ قومیت وملیت دو قومی نظریے کی اساس بنا۔بعد ازاں اسی دو قومی نظریے کی بنیاد پر پاکستانیت کی عمارت تعمیر کی گئی۔یہ بات درست ہے کہ برصغیر پاک وہند میں دو قومی نظریے کی ابتدا دین اسلام کے وُرود کے ساتھ ہی شروع ہو گئی۔جس کا اظہار مشرق و مغرب سے تعلق رکھنے والی مختلف علمی و ادبی، سیاسی و سماجی اور مذہبی شخصیات نے کیا۔ان شخصیاتمیں ”سر سید احمد خاں، ولفریڈ سکاون بلنٹ، مولانا عبدالحلیم شرر، سر تھیوڈور ماریسن، ولایت علی بمبوق، خیری برادراں، عبدالقادر بلگرامی، نادر علی، مولانا محمد علی جوہر، خاں صاحب سردار محمد گل خاں، مولانا حسرت موہانی، لالہ لاجپت رائے“(۸) اور مولانا مرتضیٰ احمد خاں وغیرہ شامل ہیں تاہم ”واضح طور پر مسلم صوبوں کے ایک علیحدہ وفاق یا ایک آزاد، مقتدر مسلم مملکت کے قیام کا ذکر“(۹)ان شخصیات میں سے کسی نے بھی نہیں کیا۔یہ اقبال ہی تھے کہ جنھوں نے باقاعدہ اور منظم انداز میں مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کا پرچار

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : Print ISSN
2709-7641 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

کیااورآخرکار ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء میں اِلہٰ آباد میں منعقدہ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کا مطالبہ کر دیا گیا جو بعد میں پاکستان کی صورت میں منصہ شہود پر آیا۔

اقبال تا حینِ حیات ایک جداگانہ مسلم ریاست کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے سر توڑ کاوشیں کرتے رہے۔ جس کا اظہار اقبال کے خطبات، تقاریر، شاعری اور بیانات وغیرہ کے ساتھ ساتھ ان کے مقالات و مکاتیب میں بھی ملتا ہے۔ اقبال ایڈیٹر "لندن ٹائمز" (London Times ,Editor) کے نام ایک مکتوب میں اسی طرف اشارہ کرتے ہیں:

> "I would like to see the Punjab, North West Frontier Province, Sind and Baluchistan amalgamated into a single State. Self-government within the British Empire or without the British Empire.''(10)

گویا اقبال شمال مغربی ہند میں پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحد اور صوبہ بلوچستان پر مشتمل ایک خود مختار اسلامی ریاست کی تشکیل پر مصر ہیں۔(۱۱) یعنی اس خط میں واضح طور پر پاکستان (۱۲) بنانے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معروف عالمِ دین اور سیاست دان مولانا راغب احسن (۱۹۰۵ء-۱۹۷۵ء) اور قائد اعظم (۱۸۷۶ء- ۱۹۴۸ء) کے نام اقبال کے لکھے گئے خطوط تحریکِ پاکستان کے پس منظری مطالعے اور پاکستان کی فکری و نظری بنیادیوں کی تفہیم کے لیے ازبس ضروری ہیں۔ بالخصوص "اقبال کے خطوط جناح کے نام (Letters of Iqbal to Jinnah) ہماری تاریخی دستاویزات کا ایک بڑا اہم حصہ ہیں۔ اقبالیات اور تحریک پاکستان کے شائقین کے لیے ان کا مطالعہ بڑا دلچسپ اور اہم ہے۔ کیونکہ یہ خطوط مفکر پاکستان علامہ اقبال (۱۸۷۷ - ۱۹۳۸ء) اور بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح (۱۸۷۶ - ۱۹۴۸) کے درمیان گہرے تعلقات اور فکری ہم آہنگی کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی اساس کا تعین بھی کرتے ہیں"(۱۳) اور" یہ خطوط ایک طرح سے خطبہ اِلہٰ آباد کے اجمال کی تفصیل ہی ہیں۔"(۱۴) یہ خطوط، ان کی سیاسی بصیرت اور مسلمانوں کی آزادی کے لیے ان کے پختہ عزم کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان میں وہ مسلمانانِ برصغیر کے لیے ایک الگ ریاست کے قیام کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں تاکہ وہ آزادانہ طور پر اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں۔ ان کا یہ تصور بعد میں تحریکِ پاکستان کا بنیادی ستون بنا۔ اقبال اسی حوالے سے مولانا راغب احسن کے نام ایک مکتوب میں بیان کرتے ہیں:

> "سب سے بڑا ضروری امر یہ ہے کہ شمال مغربی ہندوستان میں ایک اسلامی ریاست پیدا کی جائے۔" (۱۵)

محمد علی جناح کے نام ایک اور خط کا یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "The enforcement and development of the Shariat of Islam is impossible in this country without a free Muslim State or States." (16)

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : Print ISSN
2709-7641 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

اگر اس اقتباس پر غور کیا جائے تو اس سے ان کے تصورِ ریاست اور اسلامی نظام کے قیام کے حوالے سے گہری بصیرت اخذ کی جاسکتی ہے۔ان کے مطابق اسلامی شریعت کا نفاذ اور ترقی ایک آزاد مسلم ریاست یا ریاستوں کے بغیر ممکن نہیں ہے۔اس بیان سے درج ذیل نکات اخذ کیے جاسکتے ہیں:

ا) آزاد ریاست کی ضرورت: اقبال کا خیال تھا کہ اسلامی اصولوں اور شریعت کے عملی نفاذ کے لیے مسلمانوں کو ایک ایسی آزاد ریاست کی ضرورت ہے جہاں وہ اپنی زندگی قرآن و سنت کے مطابق گزار سکیں۔ ایسی ریاست مسلمانوں کے سیاسی، سماجی، اور روحانی مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے۔

ب) اسلامی نظام کے نفاذ کی شرط: اقبال کے نزدیک شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ ایک جامع اور مکمل اسلامی نظام کے تحت ہی ممکن ہے، جسے غیر مسلم یا مخلوط حکمرانی کے نظام میں نافذ کرنا عملی طور پر ناممکن ہے۔

ج) دو قومی نظریہ کی بنیاد: یہ بیان اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ اقبال نے دو قومی نظریے کی بنیاد رکھتے ہوئے یہ سمجھا کہ مسلمانوں کی تہذیب، ثقافت، اور مذہبی تعلیمات ہندو اکثریتی معاشرے میں دب کر رہ جائیں گی، اس لیے ایک الگ ریاست کا قیام ضروری ہے۔

د) سیاسی بصیرت: یہ اقتباس اقبال کی سیاسی بصیرت اور مسلمانوں کے لیے ایک خود مختار ریاست کی ضرورت کے ادراک کو واضح کرتا ہے، جو آگے چل کر تحریکِ پاکستان کی نظریاتی بنیاد بنا۔

ان کے نزدیک گویا "شریعت اسلام کا نفاذ اور ارتقاء ایک آزاد مسلم ریاست یا ریاستوں کے بغیر" (۱۷) ممکن نہیں تھی۔ جہاں اقبال نے مسلم اکثریت کے حامل جغرافیائی علاقوں کے حوالے سے ایک الگ وطن کا مطالبہ کیا، وہیں اہلِ اسلام کو آزادی کے معانی و مفاہیم سے بھی رُوشناس کرایا۔ اقبال مسلمانوں کے لیے ایک ایسی آزاد فضا کے خواہش مند تھے کہ جہاں مسلمان اسلامی حدود و قیود میں رہتے ہوئے اپنے مذہبی اور معاشرتی حقوق حاصل کر سکیں۔ اس حوالے سے اقبال صنوبر کے پیڑ کی مثال دیتے ہیں کہ ایک طرف تو یہ دھرتی میں پیوست ہوتا ہے اور دوسری طرف اپنے قد و قامت کی وجہ آسمان سے باتیں کرتا ہے۔ یعنی مسلمانوں کی آزادی کا انحصار اسلام پر ہے اور اسی بنیاد پر کھڑے ہو کر وہ جس قدر چاہیں ترقی کریں، بلندیوں کو چھوئیں یا جدت اختیار کریں، اسلام انھیں اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ بقول اقبال:

"میں بھی آپ کے لئے اسی آزادی کا آرزو مند ہوں۔ یعنی صنوبر کی آزادی کہ پابند باغ بھی ہے اور آزاد بھی ہے۔" (۱۸)

جب اقبال نے باقاعدہ اور منظم طور پر مسلم لیگ کے سالانہ جلسے میں مسلمانوں کے لیے ایک جداگانہ خطۂ ارض یعنی پاکستان کے حصول کا مطالبہ کیا تو ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیے۔ ہندوؤں کو انگریزوں

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

کی پشت پناہی حاصل تھی، اسی لیے انھوں نے مسلمانوں کو دبانا شروع کر دیا۔ہندو مسلم فسادات میں اضافہ ہو گیا۔فرقہ واریت اور فتنہ پروری کو ہوا دی گئی۔"مسلمانوں کو ایک جداگانہ قوم کی حیثیت سے ہندو بھی ہمیشہ سے تسلیم کرتے چلے آئے ہیں اور مسلمان بھی، یہ انکار تو اس وقت" (۱۹) شروع ہوا، جب مسلمانوں نے پاکستان بنانے اور تقسیم ہند کو منوانے کے لیے تگ و تاز شروع کی۔ہندو مسلم فسادات کے حوالے سے اقبال جناح کے نام ایک خط میں رقم طراز ہیں:

> "During the last few months there has been a series of Hindu-Muslim riots in India. In North-West India alone there have been at least three riots during the last three months." (20)

گویا"گزشتہ چند ماہ سے ہندو مسلم فسادات کا ایک سلسلہ قائم ہو چکا ہے۔صرف شمال مغربی ہندوستان میں گزشتہ تین ماہ میں کم از کم تین (فرقہ وارانہ) فسادات ہو چکے ہیں۔"(۲۱)اقبال کی سیاسیاتِ ہند پر گہری نظر تھی اور وہ بڑے مدبرانہ انداز میں مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کے بارے میں سوچتے تھے۔وہ ہندوستان کے تقریباً سات کروڑ (۲۲) مسلمانوں کو قعرِ غلامی سے نجات دلانا چاہتے تھے۔اقبال ہندوستان کے سیاسی مسائل سے شغف تو رکھتے تھے تاہم انھیں عملی طور پر سیاست سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔اس کی ایک سب سے بڑی وجہ تو یہ تھی کہ عملی سیاست میں حصہ لینے سے ان کے علمی و ادبی مشاغل بری طرح سے متاثر ہوتے تھے اور دوسری وجہ، ان کی صحت کی ناسازی تھی۔(۲۳)ان تمام وجوہات کے باوجود اقبال نے احباب کی پرزور فرمائش پر ۱۹۲۶ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل (پنجاب قانون ساز کونسل) کے انتخابات میں بطور کونسل اُمیدوار شرکت کی اور اپنے سیاسی حریف ملک محمد دین کے خلاف تین ہزار کی مجارٹی (۲۴) سے کامیابی حاصل کی۔مجموعی اعتبار سے عملی سیاست کا یہ تجربہ اقبال کے حق میں بہتر ثابت نہ ہوا۔ان پر مخالفین کی جانب سے الزامات بھی لگائے گئے (۲۵) اور انتخابات میں کامیابی کے باوجود ناگفتہ بہ سیاسی صورتِ حال کے پیشِ نظر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عملی سیاست سے الگ ہو گئے۔

عملی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے باوجود اقبال مسلمانوں کے سیاسی و سماجی مسائل سے بے خبر نہ رہے۔اقبال نے نہ صرف مسلمانوں کو ان کے زوال و انحطاط کے اسباب سے آگاہ کیا بلکہ ان کی درست سمت میں رہنمائی بھی کی۔اقبال کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی سیاسی، سماجی، اخلاقی اور مذہبی پستی کے پیچھے بہت سے محرکات کار فرما ہیں۔ جن میں سامراجی قوتوں کا تسلط و تصرف، انگریزوں اور ہندوؤں کی مشترکہ سازشیں، ہندو مسلم فسادات، تعصب، فرقہ واریت اور سب سے بڑھ کر مسلمان قوم کی تن آسانی اور بے عملی جو کہ سر فہرست ہے۔اقبال زوال و انحطاط کے ان اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

"افسوس کہ مسلمان پورے طور پر بیدار نہیں اور یوں بھی مفلس ہیں۔ امراء اور خیالات میں غرق ہیں۔ علما مذہبی جھگڑوں میں مصروف ہیں۔بعض خود غرض لوگ محض اپنی گرم بازاری کے لیے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرتے رہتے ہیں۔"(۲۶)

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : Print ISSN
2709-7641 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

اقبال خواہش مند ہیں کہ تمام مسلمان اسلام کے نفاذ اور پاکستان کے حصول کے لیے تمام تفرقات و تعصبات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے متحد و منظم ہو جائیں تب ہی سیاسی حقوق کی بازیابی ممکن ہو سکے گی۔ بقول اقبال:

> "We must not ignore the fact that the whole future of Islam as a moral and political force in Asia rests very largely on a complete organization of Indian Muslims."(27)

اقبال کا موقف یہ ہے کہ "ہمیں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ ایشیا میں اسلام کی اخلاقی اور سیاسی طاقت کے مستقبل کا انحصار بہت حد تک ہندوستان کے مسلمانوں کی مکمل تنظیم پر ہے۔"(۲۸) اور اس اتحاد و تنظیم کے لیے اقبال کو ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو مسلمانوں کے لیے ایک رہبر کا کام کرے اور برصغیر پاک و ہند کے نقشے پر پاکستان کی تشکیل کا باعث بنے۔ اقبال کی چشمِ بصیرت نے یہ تمام خوبیاں قائداعظم محمد علی جناح کی صورت میں دیکھ لیں کہ جو مسلمانوں کو سیاسی زوال و انحطاط سے باہر نکالنے کے لیے موزوں ترین انسان تھے۔ اقبال کو جناح کی سیاسی بصیرت پر کامل یقین تھا۔ جس کا اظہار وہ جناح کے نام ایک خط میں کرتے ہیں:

> "you are the only Muslim in India today to whom the community has right to look up for safe guidance through the storm which is coming to North-West India, and per- haps to the whole of India."(29)

اقبال کا خیال تھا کہ "اس وقت جو طوفان شمال مغربی ہندوستان اور شاید پورے ہندوستان میں برپا ہونے والا ہے اس میں صرف"(۳۰) جناح کی ذاتِ گرامی ہی سے قوم کو محفوظ رہنمائی کی توقع ہے۔ اقبال ۱۹۳۰ء میں پاکستان کا تصور پیش کرنے کے بعد تقریباً آٹھ سال تک زندہ رہے اور حیاتِ مستعار کے ان آٹھ سالوں میں علالت کے باوجود اقبال نے اپنی نظم و نثر کے ذریعے مسلمانوں کی ذہن سازی کرتے رہے اور پاکستان کی تعمیر و تشکیل کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھا۔ اقبال ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے تاہم قائداعظم نے اقبال کے اس سیاسی سفر کو جاری و ساری رکھا اور بالآخر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی صبح مسلمانوں کے لیے آزادی کا پیغام لے کر آئی اور اقبال نے جو خواب پاکستان کی صورت میں دیکھا تھا، شرمندۂ تعبیر ہو گیا۔ اقبال نے متحدہ قومیت کے برعکس اسلامی تصورِ قومیت و ملّیت کو اجاگر کیا جو کہ پاکستانی تحریک کی اساس بنا۔ جس کی تشریح و توضیح، سب سے پہلے اقبال نے اپنی نظم و نثر میں کی۔ غرض یہ کہ پاکستان اقبال کے خوابوں کا جغرافیائی ظہور ہے۔ جس کے حصول کے لیے ہمارے

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : Print ISSN
2709-7641 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

اسلاف نے بہت سی قربانیاں دیں اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاکستان کا ظہور کوئی اضطراری یا اتفاقی عمل (۳۱) نہیں بلکہ سعیٔ پیہم کا صلہ ہے۔

اقبال کے تفکرات و نظریات اور محمد علی جناح کی معیت میں لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں سے جس وطن کا حصول ممکن ہوا ہے، وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس عزم اور مقصد کو پیشِ نظر رکھا جائے جس کی بنیاد پر یہ پر وقار تعمیر ممکن ہو سکی تھی۔ اسلامی اصولوں کی عملاً پیروی کیے بنا اور اپنی خودی کی پرورش اور حفاظت کو ملحوظِ خاطر نہ رکھتے ہوئے قوم کا آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔ اس شمع کو جلائے رکھنے اور علم و تفکر کا چراغ سے چراغ روشن کرنے کے لیے اہلِ قلم حضرات کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ محض پاپولر ادب کی تخلیق کے بجائے حقیقی مسائل کی جانب متوجہ ہوں، ان کا حل تلاش کریں، اسلامی تہذیب و ثقافت کی پاسداری کریں اور قوم کو ناامیدی اور مایوسی کے گھٹاٹوپ حالات میں روشنی کی کرن دکھائیں۔ ایسا ادب تخلیق کریں جو معاشرے میں مہر و محبت، اتحاد و اتفاق ،اخوت و بھائی چارہ، مروت و لحاظ، رواداری، حب الوطنی اور خود شناسی جیسی مثبت اقدار کو فروغ دے اور منفی رجحانات جن میں فرقہ واریت، تعصب، خوں ریزی، فتنہ پروری، ظلم واستبداد اور نفرت و عناد وغیرہ شامل ہیں، کی نفی کرے گا۔ اس ضمن میں علامہ اقبال کے مقالات و مکاتیب تاحال قابلِ عمل او اطلاق اور رہنمائی کا سامان لیے ہوئے ہیں

حوالہ جات:

۱۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، پاکستان کے تہذیبی مسائل، لاہور: اِدارۂ ادب و تنقید، ۱۹۷۹ء، ص ۱۱۔۱۲

۲۔ محمد آصف اعوان، ڈاکٹر، مغربی تہذیب کے مشرقی نقاد (اکبر الہٰ آبادی اور اقبال)، لاہور: بزمِ اقبال، ۲۰۱۲ء، ص ۳۰

۳۔ ایضاً، ص ۳۸

۴۔ ایضاً، ص ۴۲

۵۔ محمد جہانگیر تمیمی، ڈاکٹر، زوال سے اقبال تک (قیام پاکستان کا نظریاتی پس منظر)، لاہور: پنجاب یونی ورسٹی پرنٹنگ پریس، ۲۰۱۱ء، ص ۱۸۸

۶۔ محمد اقبال، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۹۱ء، ص ۴۹۴

۷۔ محمد اقبال ، جغرافیائی حدود اور مسلمان ، مشمولہ: مقالاتِ اقبال، مرتبہ: سید عبدالواحد معینی، لاہور: القمر انٹرپرائزز، ۲۰۱۱ء، ص ۲۶۶

۸۔ محمد احمد خاں، اقبال کا سیاسی کارنامہ، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۷۷ء، ص ۸۶۰

۹۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۰۴ء، ص ۴۵۵

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : Print ISSN
2709-7641 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

10. Muhammad Iqbal, Letters of Iqbal, Complied and Edited, by Bashir Ahmad Dar, Lahore: Iqbal Academy,1978, P.217

۱۱۔ محمد اقبال، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد سوم، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۹۳ء، ص ۲۴۷

۱۲۔ محمد احمد خاں، اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص ۸۵۳

۱۳۔ محمد اقبال، اقبال کے خطوط جناح کے نام، مرتبہ: محمد جہانگیر عالم، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۷۷ء، ص ۱۳

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ محمد اقبال، اقبال—جہانِ دیگر، مرتبہ: محمد فرید الحق، کراچی: گردیزی پبلشرز، ۱۹۸۳ء، ص ۴۹۔۵۱

16. Muhammad Iqbal, Letters of Iqbal, P.254

۱۷۔ محمد اقبال، اقبال کے خطوط جناح کے نام، ص ۷۱

۱۸۔ محمد اقبال، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد اول، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۸۹ء، ص ۳۸۹

۱۹۔ رئیس احمد جعفری، قائد اعظم اور ان کا عہد، لاہور: مقبول اکیڈمی، س ن، ص ۳۸۵

20. Muhammad Iqbal, Letters of Iqbal, P.259

۲۱۔ محمد اقبال، اقبال کے خطوط جناح کے نام، ص ۷۳

22. Muhammad Iqbal, Speeches, Writings and Statements of Iqbal, Complied and Edited by Latif Ahmad Sherwani, Lahore: Iqbal Academy,1995,P.28

۲۳۔ محمد اقبال، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، ص ۴۲۲۔۴۲

۲۴۔ ایضاً، ص ۶۵۳

۲۵۔ محمد اقبال، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد سوم، ص ۶۰۳

۲۶۔ محمد اقبال، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، جلد دوم، ص ۶۹۸

27. Muhammad Iqbal, Letters of Iqbal, P.249

۲۸۔ محمد اقبال، اقبال کے خطوط جناح کے نام، ص ۶۶

29. Muhammad Iqbal, Letters of Iqbal, P.258

۳۰۔ محمد اقبال، اقبال کے خطوط جناح کے نام، ص ۷۳

۳۱۔ عزیز احمد، اقبال اور پاکستانی ادب، مرتبہ: طاہر تونسوی، لاہور: مکتبۂ عالیہ، ۱۹۷۷ء، ص ۱۷